پیاری نظمیں

حصّہ دوم

بچّے بچّیوں کے لیے

مُرتّبہ

افضل حسین ایم اے، ایل، ٹی

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

کس نے سورج چاند بنائے — اور تاروں کے دیپ جلائے
کیسے کیسے باغ سجائے — رنگ برنگے پھول کھلائے
کوئل کوکی، بھونرا گونجا — بلبل نے بھی گیت سُنائے
کلیوں کے دامن بھرنے کو — اوس کے موتی بھی برسائے
کھیتوں کو ہریالی دے دی — پربت پر بادل لہرائے
دریا دریا موجیں اٹھیں — جنگل جنگل پیڑ اُگائے
انگوروں کی بیل چڑھائی — سبزے کے قالین بچھائے
تتلی کو رنگین بنا کر — اُڑنے کے انداز سِکھائے
انساں کو دانائی دے کر — کیسے کیسے بھید بتائے
میرے خدا نے سب کے خدا نے — یہ سارے اسباب بنائے
اس کے ہی بس میں ہے سب کچھ — چاہے مارے چاہے جِلائے
راج محل کے تخت کے اوپر — اِس کو اُتارے اس کو بٹھائے
اس کی قسمت کا کیا کہنا — جو کوئی اس کا کہلائے

جگ کے داتا بھیک کرم کی
ہم بھی ہیں دامن پھیلائے

ماہر القادری

بچوں سے پیار

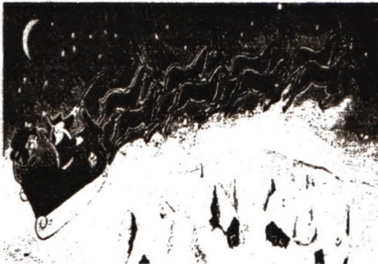
بچے ہیں جنت کے پھول
ہے یہ پیارا قولِ رسولؐ

جب بچّے پاس آتے تھے   حضرتؐ خوش ہو جاتے تھے
میٹھی میٹھی باتوں سے   اُن کا جی بہلاتے تھے
ننھّے منّے بچّوں کو   اپنے ساتھ کھلاتے تھے
کھانے پینے کے اُن کو   سب آداب سِکھاتے تھے
بھول چوک ہو جانے پر   شفقت سے سمجھاتے تھے
اُن پر سختی کرنے کو   آپؐ بُرا فرماتے تھے
بچّوں کی خاطر تحفے   لانے پر اُکساتے تھے
بچہ ہو یا بچی ہو   سب کا حق دِلواتے تھے
آپؐ کی خدمت میں آ کر   دکھیارے سکھ پاتے تھے
بچوں پر بے حد شفقت   آں حضرتؐ فرماتے تھے
حضرتؐ سے پہلے ان کو   جاہل بہت سَتاتے تھے

بچّی پیدا ہوتی تو زندہ ہی دفناتے تھے
بھولے بھالے بچوں کو لے جاکر بیچ آتے تھے
لاوارث بچّوں کو تو بے حد دکھ پہنچاتے تھے
بچّے بے چارے اکثر مارے پیٹے جاتے تھے
آپؐ آئے، حالت سُدھری ورنہ دھکّے کھاتے تھے

بچے ہیں جنت کے پھول
ہے یہ پیارا قولِ رسولؐ

افضل حسین (مرتب)



لوری

پیاری پیاری تیری صورت، گورے گورے گال
میٹھی میٹھی تیری باتیں، ریشم جیسے بال
تو سب کا دل چسپ کھلونا، کیا گھر، کیا ننھیال
سوجا میری آنکھ کے تارے! سوجا میرے لال!

نیکی سے ہو تجھ کو اُلفت اور بَدی سے ابیر
سب تیرے جینے سے خوش ہوں، کیا اپنے کیا غیر
سب کے لیے بن جائیں نمونہ، تیرے نیک اعمال
سوجا میری آنکھ کے تارے! سوجا میرے لال!

دل سے مان اللہ تعالیٰ کے سارے اَحکام
روشن کردے دنیا میں انسانیت کا نام
عزم و عمل تلوار ہو تیری، ایماں تیری ڈھال
سوجا میری آنکھ کے تارے! سوجا میرے لال!

پیارے ہوں اخلاق ترے اور اچھی ہوں عادات
دین کو قائم کرنے کی دُھن، تجھ کو ہو دن رات
رب کی رضا جوئی میں گزریں تیرے ماہ و سال
سوجا میری آنکھ کے تارے! سوجا میرے لال!

لختِ جگر، اے پارۂ دل! اے میری نظر کے نُور
جھوٹ، دغا، ناانصافی سے، رہنا کوسوں دُور
دنیا نے پھیلا رکھے ہیں، حرص و ہوس کے جال
سوجا میری آنکھ کے تارے! سوجا میرے لال!

ہو کے جواں، باطل کی کھیتی کو کردے برباد
دنیا میں بھی شاد رہے تو، عقبیٰ میں بھی شاد
سورج کے مانند درخشاں، ہو تیرا اقبال
سوجا میری آنکھ کے تارے! سوجا میرے لال!

ابوالمجاہد زاہدؔ



ماں باپ کی خدمت

کس پیار سے سویرے ماں نے مجھے جگایا
جاگا تو منہ دُھلاکر کچھ ناشتہ کھلایا
ضد کرکے جب میں روٹھا تو پیار سے منایا
سینے سے بھی لگایا اور گود میں بٹھایا
شوخی نہ اب کروں گا ضدّی نہ اب بنوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

وہ دن ہیں یاد مجھ کو بیمار جب میں ہوتا
آتا نہ چین دن کو، راتوں کو تھا نہ سوتا
تکلیف اور دکھ سے آٹھوں پہر میں روتا
ابّا کا سکھ گنواتا، امّاں کی نیند کھوتا
جو مجھ سے ہو سکے گا آرام اُن کو دوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

ان کا رہے ہمیشہ سر پر ہمارے سایا
کہتا ہوں عاجزی سے سن لے مرے خدایا
وہ یاد ہے مجھے سب جو کچھ کہ اُن سے پایا
جو ہاتھ ان کے آیا میرے لیے لٹایا
میں بھی کما کے دولت ساری انھیں کو دوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

کن محنتوں سے ابّا گھر میں کما کے لائے
باہر گئے سویرے اور شام کو گھر آئے
ان کے سبب سے میں نے سکھ سیکڑوں اٹھائے
رکھوں گا یاد ہر دم جو جو مزے اڑائے
جو کچھ بنے گا مجھ سے وہ سب میں ان کو دوں گا
میں جان و دل سے خدمت ماں باپ کی کروں گا

علی احمد نیا گاؤں



پنچھی سبھا

دن کا راہی سورج تھک کر   اونگھ رہا تھا نیل گگن پر
اور چڑیوں کے اک جلسے کی   پھلواری میں تھی تیاری
جمع ہوئے تھے سارے پرندے   لال، ہرے، اور نیلے پیلے
ہدہد، بلبل، توتا، مینا   کوئل، مور، کبوتر، شکرا
اُلّو، چرز، بیا، کستورا   لک لک، چنڈول اور لٹورا
لال، لوا اور چکوی چکوا   قمری، فاختہ اور کٹھ پھوڑا
بہری، کٹناس اور ممولا   تیتر، سجوا اور گوریّا
گدھ بھی تھے اور کچھ چیلیں بھی   پھدکی اور ابابیلیں بھی

اجلا اجلا بگلا بھی تھا
کالا کالا کوّا بھی تھا

پھلواری میں بھیڑ لگی تھی   چڑیوں کی اک بزم سجی تھی
اک ہدہد ڈائس پر آیا   اور ساری چڑیوں سے پوچھا

"تم نے کبھی کیا یہ بھی سوچا؟
کون ہے اس دنیا کا راجا

ہم سب کس کو خالق مانیں
ہم سب کس کو رازق جانیں
کس کے آگے سر کو جھکائیں
ہم کس کے بندے کہلائیں
کون ہے اس دنیا کا راجا؟
جو بتلائے کھائے کھاجا

شکرا بولا ـــــ میں بتلاؤں کوّا بولا ـــــ میں بتلاؤں
بگلا بولا ـــــ میں بتلاؤں چکوا بولا ـــــ میں بتلاؤں
چکوی بولی ـــ میں کچھ بولوں قمری بولی ـــ میں کچھ بولوں
پھدکی بولی ـــ میں کچھ بولوں بھری بولی ـــ میں کچھ بولوں
زور سے اک بلبل بول اٹھا بتلائیں گے ''مٹھّو بھیّا''
بول اٹھیں یہ سن کر چڑیاں ہاں ہاں، ہاں ہاں، ہاں ہاں، ہاں ہاں
ہاں بتلائیں مٹھّو بھیّا ہاں سمجھائیں مٹھّو بھیّا

ہد ہد بولا اچھا اچھّا
ہاں بتلائیں مٹھّو بھیّا

اور مٹھّو مجمع سے اڑ کر آ پہنچے ڈائس کے اوپر
دھانی رنگ کی اچکن پہنے اک تسبیح گلے میں ڈالے

آنکھیں چاروں اور گھما کر سارے مجمع کو چپ پا کر

یوں ہی، ڈائس پر کچھ ڈولے

پھر ''ٹیں ٹیں ٹیں'' کر کے بولے

''پیارے بھائیو! اچھی بہنو! میری باتیں دل سے سن لو!

جس نے سندر باغ اگائے جس نے یہ پھل پھول بنائے

جس نے پھلوں میں یہ لذّت دی جس نے پھولوں کو رنگت دی

جس نے بنائے پنکھ ہمارے رنگ برنگے، پیارے پیارے

جس نے اڑنے کی طاقت دی سیر سپاٹے کی قدرت دی

جس نے ہر نعمت دی ہم کو جینے کی دولت دی ہم کو

جس نے سورج کو گرمایا جس نے ٹھنڈا چاند بنایا

دریا، جھیل، سمندر سارے جس کی قدرت کے نظّارے

جس نے یہ سنسار بنایا بس وہ ہے دنیا کا راجا

سب کا مالک، سب کا آقا سب کا حاکم، سب کا داتا

ہم سب، اس کو خالق مانیں ہم سب، اس کو رازق جانیں

اس کے آگے سر کو جھکائیں

اس کے ہی بندے کہلائیں۔''

ہد خوش ہو کر بول اٹھا سچ ہے، سچ ہے، مٹھو بھیا!

بگلا بولا، سچ ہے، سچ ہے
کوّا بولا، سچ ہے، سچ ہے
پھر تو بلبل، کوئل، مینا
چھوٹی اور بڑی ہر چڑیا
یوں ''سچ ہے، سچ ہے'' چہکاری
گونج اٹھی ساری پھلواری
''سچ ہے، سچ ہے، سچ ہے سچ ہے
سچ ہے سچ ہے، سچ ہے سچ ہے۔''

ابوالمجاہد زاہدؔ



سچی عید

میں نے صابر سے پوچھا ''یہ کیا بات ہے
عید کے دن بھی پاؤں میں جوتے نہیں
عید کے دن بھی کپڑے نہیں ڈھنگ کے
آج بھی جیب میں تیری پیسے نہیں''

سن کے صابر مری بات رونے لگا
اور بولا ''کہوں کیا مجاہد میاں!
میرے ابّا تو اللہ کو پیارے ہوئے
اور عرصے سے بیمار ہے میری ماں

پھر بھلا کون بنوائے کپڑے مرے
جوتیوں کے لیے ہائے کس سے کہوں
مجھ کو معلوم ہے گھر میں پیسے نہیں
پھر بھلا ضد کروں بھی تو کس سے کروں''

گھر میں کچھ دور بیٹھی ہوئی میری ماں
سن رہی تھیں یہ سب دکھ بھری داستاں
پہلے آ کر کھِلائیں سوئیاں اسے
اور پھر اُس سے بولیں کہ آؤ یہاں

کھول کر میرے کپڑوں کے صندوق کو
ایک اچھا سا جوڑا اُسے دے دیا
ساتھ ہی دس روپے والا اک نوٹ بھی
جس کو پا کر خوشی سے وہ ہنسنے لگا

شام کو ماں نے پوچھا ''مجاہد میاں!
اپنے پیسے کہاں خرچ تم نے کیے؟''
مجھ کو سینے سے چمٹا لیا جب سنا
''میں نے صابر کی ماں کو وہ سب دے دیے''

ابوالمجاہد زاہدؔ



ماں کا رتبہ

اک دن رسول پاک کی خدمت میں ایک شخص
آیا اور اس نے آپؐ سے دریافت یہ کیا
سب سے زیادہ کون ہے حق دار یا رسولَ!
دنیا میں میری خدمت و حسن سلوک کا
اس شخص سے حضورؐ نے فرمایا: "تیری ماں"
"پھر اس کے بعد کون ہے"؟ وہ پوچھنے لگا
فرمایا "تیری ماں" تو کہا اس نے اے حضورؐ
"پھر کون ماں کے بعد ہے بتلایئے ذرا"
سہ بارہ اس سوال کو سن کر حضورؐ نے
اس شخص کے جواب میں پھر "تیری ماں" کہا
جب اس نے پھر سوال کیا "ماں کے بعد کون"؟
پیارے نبیؐ نے نام لیا "اُس کے باپ کا"
پڑھ کر حدیث پاک کا منظوم ترجمہ
کیا حق ہے والدین کا معلوم ہوگیا

مرتضی ساحل تسلیمی

یہ کیسا آدمی ہے؟

دیکھو وہاں کوئی ہے سَر پہ پولس کھڑی ہے
سوچو تو "جانور" سا دیکھو تو آدمی ہے
زنجیر پاؤں میں ہے ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے
روتا ہے وہ تو دنیا نفرت سے دیکھتی ہے
چوری کل اُس نے کی ہے
یہ کیسا آدمی ہے؟

یہ گندگی کی نالی کیچڑ سے کالی کالی
اس میں پڑا ہوا ہے یہ کون ہاتھ خالی
بھوتوں کے بال سَر پر منھ مکھّیوں کی تھالی
بڑھتا ہے جو مدد کو دیتا ہے اس کو گالی
اُس نے شراب پی ہے
یہ کیسا آدمی ہے؟

ہمسایہ اک ہمارا ہے جھوٹ جس کو پیارا

دنیا خفا ہے اس سے پھرتا ہے مارا مارا
منھ کھولتا ہے جب وہ کرتے ہیں سب اشارا
مانو نہ بات اس کی اس سے بچو خدا را
صورت بگڑ گئی ہے
یہ کیسا آدمی ہے؟
آیا فقیر کالا اک ہاتھ میں ہے پیالا
مضبوط دیو صورت چلتا ہوا ہمالا
نفرت سے دیکھتا ہے ہر بھیک دینے والا
پیسہ کسی نے پھینکا ٹکڑا کسی نے ڈالا
کتّوں کی زندگی ہے
یہ کیسا آدمی ہے؟

شمس نوید عثمانی



جنت کے پھولو!

جس نے بنائے چاند اور تارے
رنگین گلشن جس نے سنوارے
ہر سو، جہاں میں جس کے نظارے
حضرت محمدؐ ہیں جس کے پیارے
تم اس خدا کو ہرگز نہ بھولو
جنت کے پھولو! جنت کے پھولو!

شیطان کے پھندے میں تم نہ آنا
سچی ڈگر پر بڑھتے ہی جانا
دشمن ہو چاہے سارا زمانا
تم دین حق کا پرچم اٹھانا
اٹھو زمیں سے آکاش چھولو
جنت کے پھولو! جنت کے پھولو!

کام آؤ دنیا میں تم سبھی کے
دشمن بنو تم ظلم و بدی کے
نقش قدم پر چلنا نبیؐ کے
بن کر مجاہد اس صدی کے
میری دعا ہے خوشیوں میں جھولو
جنت کے پھولو! جنت کے پھولو!

مجاہدؔ لکھیم پوری

سنبھل

"جو رب کا وہ سب کا" سمجھ یہ مثل
مثل ہے، مثل ہے، مثل ہے، مثل
خبردار شیطان کی راہ پر
نہ چل تو، نہ چل تو، نہ چل تو، نہ چل
ہمیشہ تو اسلام کے دین پر
اَٹل رہ، اَٹل رہ، اَٹل رہ، اَٹل
بُرائی کو بھائی بھلائی سے تو
بَدل دے، بَدل دے، بَدل دے، بَدل
نوالہ اگر منھ میں چوری کا ہے
اُگل دے، اُگل دے، اُگل دے، اُگل
گرے کھا کے ٹھوکر تو اُٹھ اور پھر
سنبھل جا سنبھل جا، سنبھل جا، سنبھل

کسی بات پر اپنے ماں باپ سے
مچل مت، مچل مت، مچل مت، مچل
برائی میں بھائی جو پھنس جائے تو
نِکل آ، نکل آ، نکل آ، نکل
گئی دین پر جان تو زندگی
سپھل ہے، سپھل ہے، سپھل ہے، سپھل

مائلؔ خیرآبادی



شہد کی مکھّی اور بھِڑ

اُڑ رہی تھی ایک مکھّی شہد کی
باغ میں جانے کو وہ بے چین تھی
تھی یہ نیت سیر جی بھر کر کرے
اور کچھ پھولوں کا رَس بھی چوس لے
آ رہی تھی ایک بھِڑ اُڑتی ہوئی
باغ کے گوشے سے وہ مُڑتی ہوئی
روک کر کہنے لگی وہ "نیک ذات"
اے بڑی بی! سن لے میری ایک بات
میرے پَر دیکھ اور میرا رنگ دیکھ
میرا تیور دیکھ، میرا ڈھنگ دیکھ
کیسی رنگت دی مجھے اللہ نے
کیسی صورت دی مجھے اللہ نے
لوگ پھر بھی مجھ سے نفرت کرتے ہیں
جانے کیوں مجھ سے عداوت رکھتے ہیں
مجھ کو دیکھیں تو بھگا دیتے ہیں وہ
میرے چھتّے کو جلا دیتے ہیں وہ
تو ہے بدصورت مگر محبوب ہے
بے حقیقت ہے مگر مطلوب ہے
تیرے چھتّے کی حفاظت کرتے ہیں
لوگ کیوں تجھ سے محبت کرتے ہیں
اپنے گھر میں وہ بساتے ہیں تجھے
تو خفا ہو تو مناتے ہیں تجھے
بھید اس کا آج مجھ پر کھول دے
ورنہ ماروں گی تجھے میں زور سے
شہد کی مکھّی نے یہ سن کر کہا
میں بتاتی ہوں تجھے ہے بھید کیا؟
بھید ایسا کیا ہے معمولی ہے بات
تیرا غصّہ لغو، مہمل واہیات

شہد اپنے منہ سے ٹپکاتی ہوں میں
میٹھی میٹھی چیز برساتی ہوں میں

شہد کیا گویا ہے جنت کی غذا
رکھی ہے اللہ نے اُس میں شفا

کہہ رہی ہوں بات میں تجھ سے بھلی
تو سمجھ لے مجھ کو مصری کی ڈلی

ریجھنا صورت پہ کچھ اچھا نہیں
ریجھنا رنگت پہ کچھ اچھا نہیں

تیری صورت ایک دھوکا ہی تو ہے
تیری رنگت ایک دھوکا ہی تو ہے

تو ہی اب انصاف سے مجھ کو بتا
تیرے اندر کیا ہے کانٹے کے سوا

اچھی سیرت اصل ہے صورت ہے کیا؟
ہو بُری سیرت تو پھر عزت ہے کیا؟

اچھی سیرت سب کو آتی ہے پسند
میں چلی اب گفتگو کو کر کے بند

بس اسی پر بات اس نے ختم کی
باغ میں جلدی سے پھر وہ جا گھُسی

عروجؔ قادری




چرندوں پرندوں کی جنگ

سنا ہے ایک بکری اتّفاقاً ہوگئی زخمی
اسے چیلوں نے اور کوّوں نے آ کر نوچنا چاہا
چرندوں اور پرندوں میں لڑائی چھڑ گئی آخر
اگر وہ مارتے تھے چونچ تو یہ سینگ کا بھالا
ہوائی جنگ میں جس طرح اڑتے ہیں جہاز اکثر
ہر اک طائر اسی صورت سے اڑ کر حملہ کرتا تھا
لڑائی تھی حقیقت میں بڑی پُر لطف دونوں کی
کبھی ہوتا تھا پلّہ اِن کا بھاری اور کبھی اُن کا
عجب فطرت کا لیکن جانور تھا ایک اُن سب میں
وہ مل جاتا تھا اُس سے جس کا پلّہ بھاری ہوتا تھا
پرندے جیتتے، تو ہو کے خوش کہتا تھا "ہم جیتے"
چرندے جیتتے تھے تو بھی وہ ایسا ہی کہتا تھا
بَلا کی واقعی پائی تھی اس عیار نے فطرت
چرندوں میں چرندہ تھا پرندوں میں پرندہ تھا

پرندے دیکھتے تھے تو سمجھتے تھے پرندہ ہے
چرندوں میں چرندے کرتے رہتے تھے شمار اس کا
چرندے کیوں چرند اس کو نہ کہتے کیا سبب آخر
وہ اُن کی طرح سے دودھ اپنے بچوں کو پلاتا تھا
پرندے بھی پرندہ اس لیے اس کو سمجھتے تھے
وہ اُن کی طرح سے اڑتا ہوا ہر سمت پھرتا تھا
یہی حالت رہی جب ہر شکست و فتح پر اُس کی
تو پھر دونوں نے اس کو واقعی بہروپیا سمجھا
چرندوں اور پرندوں کی نظر سے گر گیا آخر
رجسٹر سے کیا دونوں نے خارج نام ہی اُس کا
اِدھر سے بھی گیا ان حرکتوں سے اور اُدھر سے بھی
اور ان دونوں گروہوں سے اسے چھپتے ہی بن آیا
نکلتا ہی نہیں اب دن کو وہ شرم و خجالت سے
نکلتا شب کو ہے، جب دیکھتا ہے پڑ گیا سوتا
بنا تھالی کا بیگن اور اس نے یہ سزا پائی
کہ لٹکا رہتا ہے دن میں درختوں پر سدا الٹا
خدا ہر ایک کو محفوظ رکھے ایسی عادت سے
یہ قصہ کس کا تھا سمجھے؟ یہ چمگادڑ کا قصہ تھا

متینؔ

تاروں کی محفل

اے سونے والو! چادر ہٹا لو
دیکھو فلک پر روشن ہیں تارے
چہرے ہیں ان کے کیا پیارے پیارے
آنکھوں سے کرلو ان کے نظارے
ہے آسماں بھی کیا صاف سُتھرا
اک نیلی نیلی چادر ہے گویا
جس پر سجی ہے بیٹھی ہوئی ہے
پُر نور محفل مسرور محفل



اے سونے والو! چادر ہٹالو
ہے یہ نظارا دن سے بھی پیارا
اک کھیت ہے یہ جس میں خدا نے
دنیا کی خاطر بوئے ہیں دانے

اور چاہتا ہے سورج اگائے
یا سائباں پر ہیرے جُڑے ہیں
یا چھت پہ موتی بکھرے پڑے ہیں
یا ایک لشکر میداں کے اندر
اُترا ہے آ کر شمعیں جلا کر
دن سے بھی پیارا ہے یہ نظارا

◄◄◄◄◄◄◄◄◄◄◄◄◆►►►►►►►►►►►►

اے پیارے تارو شب کے دُلارو
ہاں صبح تک تم چمکے ہی جاؤ
بھٹکے ہوؤں کو رستہ دکھاؤ
ہم کو بھی ایسی خدمت سکھاؤ
نیکی کریں ہم اور نام چمکے
تاروں کی مانند ہر کام چمکے
ہم کو سلیقہ آجائے ایسا
اے پیارے تارو
شب کے دُلارو

حفیظؔ جالندھری

سبحان اللہ

جو چیز بھی ہے اس دنیا کی
اللہ نے انوکھی پیدا کی
ہر چیز سے ظاہر ہے پاکی
سوچو تو دل جاتا ہے پھڑک
اس میں کیا شک، سبحان اللہ
سبحان اللہ، سبحان اللہ

یہ سامنے جو پھلواری ہے
گویا جنت کی کیاری ہے
آہا کیا پیاری پیاری ہے
شاخوں کی لچک، پھولوں کی مہک
چڑیوں کی چہک، سبحان اللہ
سبحان اللہ، سبحان اللہ

کیا خوب سہانی راتیں ہیں
راتوں کی نرالی باتیں ہیں
یہ تاروں کی باراتیں ہیں
یہ کاہ کشاں تاروں کی سڑک
تاروں کی چمک، سبحان اللہ
سبحان اللہ، سبحان اللہ

برکھا کی بہاریں بھی دیکھو
یہ مینھ کی پھواریں بھی دیکھو
پانی کی یہ دھاریں بھی دیکھو
بادل کی گرج، بجلی کی کڑک
رنگیں دھنک، سبحان اللہ
سبحان اللہ، سبحان اللہ

مائلؔ خیر آبادی

میری کتاب

مرا دل لبھاتی ہے میری کتاب
بہت مجھ کو بھاتی ہے میری کتاب

سناتی ہے مجھ کو لطیفے کبھی
خوشی سے ہنساتی ہے میری کتاب

کبھی رنج و افسوس کی داستان
سنا کر رُلاتی ہے میری کتاب

پرانے زمانے کے قصے کبھی
مزے سے سناتی ہے میری کتاب

کراتی ہے اونچے مقاموں کی سیر
ہوا میں اُڑاتی ہے میری کتاب

پہاڑوں کے، جھیلوں کے، دریاؤں کے
مناظر دکھاتی ہے میری کتاب

مجھے صاف رہنے کے زرّیں اصول
سکھاتی پڑھاتی ہے میری کتاب

اگر دل کسی وقت ناشاد ہو
مجھے یاد آتی ہے میری کتاب

نہ کیوں سب سے بڑھ کر ہو دل کو عزیز
کہ انساں بناتی ہے میری کتاب

ممتاز حسرت

جہاں کو راہ پر لاؤں

مرے بازو میں طاقت دے
مرے خوں مین حرارت دے
خدایا! مجھ کو جُرأت دے
کہ تیرا دین پھیلاؤں
جہاں کو راہ پر لاؤں

زبان میں دے اثر یارب
عنایت علم کر یارب
عطا کر وہ ہنر یارب
کہ تیرا دین پھیلاؤں
جہاں کو راہ پر لاؤں

پجاری میں بنوں تیرا
فدائی میں بنوں تیرا
سپاہی میں بنوں تیرا
کہ تیرا دین پھیلاؤں
جہاں کو راہ پر لاؤں

یونسؔ ہرگانوی